

بہر کہ باشد؟ ظالمِ ظلمت و سزا

شیخ کہ بود؟ عکسِ انوارِ خدا

ص ۳۱۴

امید ہے کہ آئندہ ان چیزوں کا خیال رکھا جائے گا: بہر حال ان چند معمولی فروگزاشتوں سے قطع نظر فاضل، ترجمہ کی کاوش و محنت سزاوار صد تحسین و آفرین ہے، امید قوی ہے کہ دفترِ اول کی طرح دفترِ دوم بھی مقبول عوام و خواص ہوگا۔

**انتخاب الترفیہ والترہیب جلد دوم** : ترجمہ از جناب مولوی محمد

عبد اللہ صاحب طارق دہلوی، تقطیع کلاں، ضخامت ۲۰۰ صفحات کتابت و

طبعات بہتر قیمت ۱۶/- پتہ: ندوۃ المصنفین، اردو بازار، دہلی ۶

یہ کتاب علامہ ہندوی کی کتاب الترفیہ والترہیب کے ترجمہ کی دوسری جلد ہے جو حدیث نمبر ۱۹۱ سے حدیث نمبر ۲۰۲ تک یعنی تین سو تیس حدیثوں پر مشتمل ہے، یہ سب حدیثیں کتاب الصلوٰۃ سے متعلق ہیں، آخری حدیث قربانی سے متعلق ہے، پہلی جلد کو جو قبولِ عام حاصل ہوا امید قوی ہے کہ یہ جلد بھی ایسی ہی مقبول ہوگی، احادیث کا ترجمہ اور ان کی تشریح کمالِ حزم و احتیاط کے ساتھ جس شستہ و رفتہ اور سلیس و عام فہم زبان میں کیا گیا ہے اس کی وجہ سے یہ کتاب عام مسلمانوں کے لئے تو نوری بصیرت ہے ہی، اپنی بعض خصوصیات کے اعتبار سے اصحابِ مدارس و اہل علم کے لئے بھی لائقِ مطالعہ اور مفید ہے، کیوں کہ صرف تلخیص اور ترجمہ و تشریح پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ صاحب الترفیہ نے حدیث کے آخر میں جن مآخذ کا ذکر کیا ہے لائقِ مہرجم لئے ان پر اضااف کیا ہے اور حواشی میں ان کی تشریح کرتے گئے ہیں، پھر چون کہ یہ کتاب کثرت سے طبع ہوئی ہے اور کئی اصل احادیثیم نسخہ سے موازنہ و مقابلہ کا اہتمام نہیں کیا گیا، اس بنا پر چند چند عاجز غلطیاں، غلط صحابہ کرام و تابعین، عقلم کے ناموں میں غلطی، راوی کے نام میں التباس یا حواشی کی غلطی، خلفائے کلموں کی غلطی، لائقِ مہرجم نے کتاب کے متعدد مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نسخوں سے اس کی تصدیق و تصحیح کی ہے۔

مقدمہ میں مذکور ہے) مقابلہ و موازنہ اور اصل مآخذ و مراجع سے رجوع کر کے ان غلطیوں کی نشاندہی اور ان کی تصحیح کی ہے، بعض جگہ خود صاحب کتاب سے مسامحت ہوتی ہے مثلاً (ص ۲۸۶) ایک ہی راوی کو انہوں نے ایک جگہ ”حسن بن مالک“ لکھ دیا اور دوسری جگہ اسے ”مالک بن حسن“ کر دیا، حالانکہ صحیح مؤثر الذکر ہے لائق مترجم اس پر بھی تنبیہ کرتے رہ گئے ہیں! حافظ ابن حجر نے ”انقاء التریغیب“ کے نام سے اس کتاب کی تلخیص کی تھی جو طبعی کاقل (ہزار اشرف) سے شائع ہو چکی ہے، لائق مترجم نے کہیں کہیں کسی روایت کے صحت و سقم سے متعلق حافظ ابن حجر کی رائے سے اختلاف کیا ہے اور اس کے وجوہ و دلائل لکھے ہیں، (مثلاً ص ۲۰۰) لیکن ہمارے خیال میں بعض جگہ مترجم خود غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں، مثلاً صفحہ ۳۰۵ پر انہوں نے بعض مترجمین پر گرفت کی ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اور رخصت ہے، لیکن اس کے باوجود اگر کوئی مسافر رمضان کا روزہ رکھ لے اور اس پر تعب اور مشقت بھی نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ روزہ پورا کرے اور اسے نہ توڑے، اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھ کر توڑ دیا، اس سے اُمت کو یہ سبق دینا منظور تھا کہ اگر روزہ مشقت کا باعث ہو تو ایک سائز کے لئے اُس کے توڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اس کے باوجود جو صحابہ روزہ انگیز کرنے کی طاقت رکھتے تھے انہوں نے نہ صرف یہ کہ یہ روزہ نہیں توڑا بلکہ اس کے بعد بھی روزہ رکھا تو اب حضور نے ناراض ہو کر فرمایا: **أَطَاعُوا الْعَصَاةَ، أَطَاعُوا الْعَصَاةَ، عَدِيثَ كَاسِيَاقَ وَسَبَاقَ صَالِحَ بَنِي سَالَمَةَ** ہے کہ حضور کی ناراضی صرف اُس دن کا روزہ نہ توڑنے پر نہیں ہے، کیوں کہ عصر کا وقت تو ہو ہی گیا تھا، ایک ڈیڑھ گھنٹہ کی بات تھی، اسی خیال سے اگر کسی نے روزہ نہیں توڑا تھا تو حضور اُس پر کیوں ظاہر ہوئے! عقل کی بات یہی تھی کہ یہ حضرات اس کے بعد بھی روزہ رکھتے رہے، حدیث کے لفاظ فقہی کلام بعد از اللہ (وَاللَّهِ أَشَدُّ بَيِّنَةً لِّمَنْ يَشَاءُ) سے ہماری اور دوسرے مترجمین کی کوئی تائید ممکن ہے کہ **أَطَاعُوا الْعَصَاةَ** پر حال کتاب عوام اور خواص دونوں تک طبیعت